آخر قائداعظم اور پھر قائدملت یکے بعد دیگرے رخصت ہوگئے۔علماء پاکستان کی ایک ممتاز جماعت نے جب کراچی میں دستور پاکستان کے بنیادی اصول پر اتفاق رائے سفارشات پیش کی تھی‘ان سفارشات کی تدوین میں حضرت عثمانیؒ نے بڑا اہم کردار انجام دیا تھا اور حضرت قائدملت کے زمانہ میں اس کی منظوری کے وعدے حاصل کر لئے تھے‘ یہ وہ وقت تھا جب علماء کی مسلمہ قیادت حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کے ہاتھوں میں تھی اور حضرت مولانا عثمانیؒ ان کے معتمد ترین رفیق کار تھے۔

پاکستان بننے کے بعد جناب قائداعظم کی ہدایت پر ڈھاکہ میں پاکستان کا جھنڈا حضرت مولانا عثمانیؒ نے ہی لہرایا تھا اور بار بار نفاذِ اسلام کے لیے کانفرنسیں ڈھاکہ میں آپ ہی کی زیرِ قیادت منعقد ہوتی رہیں آپ ہی کی مساعی سے ڈھاکہ کی مشہور علمی درسگاہ الجامعہ القرآنیہ العربیہ کا قیام وجود میں آیا جہاں سے پچھلے زمانہ میں کم وبیش دس ہزار علماء حفاظ اور قراء فارغ ہوکر باہر آئے آخر وقت تک اس جامعہ کے سرپرست حضرت مولانا عثمانیؒ رہے اور سقوطِ مشرقی پاکستان سے پہلے آپ تقریباً ہر سال ماہِ شعبان میں ڈھاکہ تشریف لے جایا کرتے تھے اور رمضان میں وہیں قیام فرمایا کرتے تھے۔ختم بخاری کی روح افزا مجلسیں اور افتتاح بخاری کی دلکش محفلیں تو ہوتی ہی تھیں ہزاروں متوسلین اور مریدین اس زمانہ میں ڈھاکہ آکر مستفید ہوا کرتے تھے۔کمزوریٔ صحت کے باوجود حضرت عثمانیؒ کی ہمت اور محنت میں ذرا بھی فرق محسوس نہ ہوتا تھا طلباء سارا دن حضرتؒ کو گھیرے رہتے تھے اور علمی نکات سے مستفید ہوتے تھے صوفیہ اور صاحبانِ طریقت کا اس طرح ہجوم رہتا تھا جو یقیناً آج اپنے آپ کو یتیم محسوس کریں گے۔

حضرت مولانا عثمانیؒ پر سقوطِ پاکستان کا بڑا گہرا اثر تھا۔وہ آبدیدہ ہوکر وہاں کے حالات دریافت فرماتے رہے اور بار بار مسلمانوں کی فلاح وبہبود کے لیے دعائیں فرماتے۔مشرقی پاکستان سے تعلقاتِ خصوصی کی بناء پر اور وہاں کے مدارس کے علماء اور صوفیہ کے ساتھ مربیانہ تعلقات کی بناء پر حضرت مرحومؒ کو ایسا دلی لگاؤ تھا کہ جسے ملنے والے ہی محسوس کرسکتے ہیں۔افسوس!

مولانا عثمانیؒ (راقم الحروف کے والد ماجد) نے ۸ دسمبر ۱۹۷۴ء مطابق ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۹۴ ہجری بروز اتوار ۸۴ برس کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہا۔آپ کا انتقال کراچی میں ہوا اور مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کی تدفین پاپوش نگر کے قبرستان میں ہوئی۔اللہ تعالیٰ ان کی روح کو اعلیٰ مدارج قرب عطا فرمائیں اور متوسلین ولواحقین کو صبر جمیل عطا کریں۔

......☆......

شرح العقيدة الطحاويه ابن أبي العِزّ
پرایک تحقیقی نظر

مولانا سجاد بن الحجابي

[امام طحاوی رحمہ اللہ نے ''عقیدۃ طحاویہ'' کے نام سے دین اسلام کے اہم اور بنیادی عقائد پر مشتمل ایک رسالہ لکھا جو صدیوں سے بڑا مقبول اور متداول رہا ہے' آٹھویں صدی ہجری کے مشہور حنفی عالم ابن ابی العز نے اس کی شرح لکھی جو شرح عقیدہ طحاویہ کے نام سے معروف ہے اور کئی تعلیمی اداروں میں داخل نصاب ہے' اس شرح میں عقائد سے متعلق بعض باتیں، جمہور اهل السنّت کے عقائد سے سے ہٹ کر ہیں، مولانا سجاد صاحب نے ان میں چند باتوں کی نشاندہی کی ہے، ذیل میں ان کا تحقیقی مضمون اہل علم کے فائدے کے لیے شائع کیا جارہا ہے'...................مدیر]

نبی کریم ﷺ کی بعثت ایسے معاشرے میں ہوئی جس میں ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا، عرب کا بیشتر طبقہ بت پرست تھا۔ وہ خود پتھروں اور دوسری اشیاء سے بت بناتے اور انکی عبادت کرنے لگتے، حجاز اور اس کے اردگرد عیسائی اور یہودی بھی کافی تعداد میں آباد تھے' یہودی اور عیسائی اپنے ادیان کی صحیح تعلیمات سے منحرف ہوگئے تھے اور اللہ تعالیٰ کے متعلق عجیب اعتقادات رکھتے تھے' یہودیوں کے بہت سے باطل عقائد میں سے ایک باطل عقیدہ یہ بھی تھا کہ اللہ رب العزت (نعوذ باللہ) آسمان میں ہیں اور بیت المقدس میں صخرہ پراترتے ہیں اور پھر واپس چلے جاتے ہیں۔(۱)

یہودی اللہ تعالیٰ کے لئے جسم ثابت کرتے تھے۔ حضرت محمد عربی ﷺ نے ایسے معاشرے میں دن رات ایمان واسلام کی محنت فرمائی اور اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے ایسی مشقتیں جھیلیں جن کا ہم تصور بھی نہیں کرسکتے، چنانچہ نبی کریم ﷺ کی محنت سے اللہ تعالیٰ نے ایسے مثالی افراد تیار کیے جنکی نظیر قیامت تک ملنی محال ہے' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان سے اپنی رضامندی کا اعلان بار بار فرمایا اور ان کو معیار ایمان قرار دیا۔

نبی کریم ﷺ کے انتقال کے بعد ہر صحابی نے نبی علیہ السلام کی دعوت کو آگے بڑھایا اور صحابہ کرام کی عہد زریں میں جب فتوحات ہونے لگیں تو اسلام مخالف قوتوں کو یہ قطعاً گوارہ نہیں تھا چنانچہ وہ اسلام کے خلاف نظریاتی محاذ آرائی پر اتر آئے' لیکن صحابہ کرام نے ان فتنوں کا بہت ڈٹ کر قلع قمع فرمایا' جب تابعین اور تبع تابعین کا دور آیا تو

۱۔ مقمدة الإمام الكوثري على " تبيين كذب المفتري" للإمام ابن عساكر صفحه : 8، دار الكتاب العربي بيروت.

کئی قسم کے فتنے مختلف اطراف سے سر اٹھانے لگے، مسلمانوں کے عقائد میں رخنہ ڈالنے کیلئے کہیں تو خوارج نے بگاڑ شروع کیا اور کہیں روافض اور معتزلہ، جبریہ وقدریہ نے مسلمانوں کے عقائد کو بگاڑنا چاہا۔

خراسان میں جہم بن صفوان معطلہ اور جہمیہ' اور مقاتل بن سلیمان مجسمہ وحشویہ کا علمبردار تھا' اسی دور میں علماء حق اور سلف صالحین نے ان کے باطل عقائد پر رد فرمایا اور عقائد حق کے تحفظ کیلئے کتابیں اور رسائل لکھے' انہی رسائل میں سے مختصر اور بہت ہی نافع رسالہ امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ (مولود: ۲۳۹ھ متوفی: ۳۲۱ھ) نے تصنیف فرمایا جو ہمارے علمی حلقوں میں ''عقیدۂ طحاویہ'' کے نام سے معروف ہے' یہ رسالہ صفحات کے حوالے سے تو مختصر ہے لیکن فوائد کے اعتبار سے ایک خزانہ ہے' گویا امام طحاوی کا یہ رسالہ ''بقامت کہتر، بقیمت بہتر'' کا مصداق ہے، محدث عصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ سے بہت پسند فرماتے تھے۔ حضرت بنوری رحمہ اللہ اپنے استاذ امام کشمیری رحمہ اللہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں (۲)

''ہمارے شیخ محدث' امام العصر انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ ''عقائد طحاویہ'' کو حنفیہ کے تمام عقائد پر ترجیح دیتے یہاں تک کہ " الفقہ الأکبر " پر بھی فوقیت دیتے' یہی وجہ ہے کہ ہر دور کے علماء نے اس رسالے کو منظور نظر رکھا اور متنوع جہات سے اس کی خدمت کی، محققین علماء نے اس کی شروحات لکھیں' ان میں آج کل متداول شرح ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ کی قابل ذکر ہے، پاکستان بلکہ دنیائے عرب کے بیشتر مطابع نے اسے چھاپا ہے' راقم ان سطور میں شرح العقیدۃ الطحاویۃ اور اس کے مؤلف کے متعلق کچھ عرض کرے گا۔

اس کا باعث یہ بنا کہ ہر مجلس میں اس شرح کے متعلق حمد وثنا کے کلمات سامنے آئیں' عقائدِ اہل السنۃ کا ترجمان ٹھہرانے لگا' اور یہ بات تواتر تک پہنچ گئی کہ اس شرح میں جو عقائد درج ہیں وہ تمام مسلمانوں کے مسلّمہ عقائد ہیں۔

شومئی قسمت سے یہ باتیں بظاہر تو بہت بھلی معلوم ہوتی ہیں لیکن واقع سے کوئی جوڑ نہیں رکھتیں' وجہ ظاہر ہے کہ اس شرح میں بعض ایسے عقائد ہیں جو جمہور اھل السنۃ کے مسلمہ اور اجماعی عقائد کے خلاف ہیں۔ دوسری طرف اس کے مؤلف ابن ابی العز رحمہ اللہ کی جلالت اپنی جگہ لیکن ان کے ایسے اعتقادی اور فروعی تفردات ہیں جو جمہور سے یکسر مخالف ہیں یہاں تک کہ ان کے معاصرین علماء نے ان پر کڑی تنقیدیں کی ہیں۔

چند فروعی تفردات

ابن ابی العز رحمہ اللہ کی ولادت 731 ہجری کو اور وفات 792 ہجری کو ہوئی' ان کی چند اعتقادی تفردات تو ہم بعد میں مختصراً عرض کرینگے' پہلے ان کے فروع میں بعض ان خیالات کا ذکر ضروری سمجھتے ہیں جو مذاہب اربعہ متبوعہ سے یکسر مخالف ہیں۔

ان کی کتاب التنبیہ علی مشکلات الھدایة جودراصل ہدایہ کے مضامین پر تفصیلی رد ہے، حنفی محقق علماء نے اس کا باقاعدہ تفصیلی جواب دیا ہے، حافظ قاسم بن قُطلو بغا جو محدث فقیہ اور اپنے دور کے مایہ ناز محقق اور متکلم، حافظ ابن حجر العسقلانی اور امام ابن الہمام کے شاگرد ہیں انہوں نے ابن ابی العز کی کتاب کا مستقل جواب لکھا جس میں ان کے اعتراضات کے جوابات دیئے جو أجوبة عن اعتراضات ابن أبي العز کے نام سے معروف ہے (۳) خود امام ابن الہمام نے فتح القدیر میں بعض اعتراضات کے جوابات ذکر فرمائے ہیں۔ (۴)

ابن ابی العز رحمہ اللہ کا نظریہ تقلید بھی مذاہب اربعہ متبوعہ سے کئی مواضع پر متصادم ہے ملا معین سندھی نے جب دراسات اللبیب (صفحہ:150,149) پر ابن ابی العز کے نظریہ تقلید سے اپنے لیے غیر مقلدیت کے اثبات پر استدلال کیا تو علمائے حق نے اس پر مدلل تنقید کی' چنانچہ محدث کبیر عبداللطیف سندھی نے ذب ذبابات الدراسات (431/1) میں ابن ابی العز اور معین سندھی کا مدلل جواب دیا' اہل علم حضرات' اسکا ضرور مطالعہ فرمائیں۔(۵)

علامہ عبداللطیف سندھی ابن ابی العز کی عبارت کا جواب دینے کے بعد فرماتے ہیں: ''علی أن إفراط ابن أبي العزفي مخالفة المذاهب من الأمور المعلومة عند علماء الفرق الأربعة' فلايلتفت إلىٰ قوله هذا (٦)''یعنی اس کے علاوہ بھی ابن ابی العز کا مذاہب اربعہ کے خلاف تجاوز اور زیادتی امور معلومہ میں سے ہیں جو مذاہب اربعہ کے علماء پر مخفی نہیں' لہٰذا ابن أبی العز کے اس قول کی طرف قطعاً التفات نہیں کیا جائیگا۔''

آگے علامہ عبداللطیف سندھی مزید لکھتے ہیں :ومن العجب أنه قديتكلم ابن أبي العز في حاشية علىٰ الهداية في بعض المواضع فيقول الصواب أو الحق الذى يجب اتّباعه هو الذى سمحت به ، دون ماذكره غيري (٧)''یعنی قابل تعجب امر یہ ہے کہ حاشیہ ہدایہ کے بعض مقامات میں ابن ابی العز نے لکھا ہے: کہ صحیح اور حق صرف وہی ہے جس کو میں نے تحریر کیا اور میرے بغیر جنہوں نے بھی ذکر کیا وہ حق نہیں ہے۔

۳۔ دیکھئے ڈاکٹر عبدالستار ابوغدہ کے قلم سے مقدمہ تحریر الأقوال لابن قطلوبغا، صفحہ:11 اور مقدمہ التصحیح والترجیح لابن قطلوبغا صفحہ:59 جو شیخ ضیاء یونس کے قلم سے ہے' اول الذکر کتاب دار البشائر اور دوسری دار الکتب العلمیة بیروت سے چھپی ہے۔

۴۔ ملاحظہ ہو: فتح القدير 17,18/1 اور 14/4 اور 239/4 دار الفكر بيروت.

۵۔ ملا معین سندھی (متوفی 1161ھ) نے دراسات اللبیب میں لکھا ہے ملا معین سندھی بعض متضاد نظریوں کا حامل تھا بلکہ تقریباً شیعہ تھا، اسی دور کے ایک عالم بے بدل محدث فقیہ ملا عبداللطیف سندھی (متوفی 1189 ہجری، علامہ ہاشم ٹھٹوی سندھی کے فرزند ارجمند) نے معین سندھی کی کتاب پر بہترین تنقید لکھی اور معین سندھی کی کتاب کا مکمل جواب دیا جو دو ضخیم جلدوں میں محدث عصر علامہ عبدالرشید نعمانی کی تحقیق سے سن 1959ء میں شائع ہوئی۔ کتاب کا نام ذب ذبابات الدراسات عن المذاهب الأربعة المتناسبات ہے' مولانا نعمانی نے دراسات اللبیب کو بھی تحقیقی حواشی کے ساتھ سندھ ادبی بورڈ سے 1957 میں طبع کرایا۔

٦۔ دیکھیں: ذب ذبابات الدراسات : 432/1.

٧۔ دیکھیں: ذب ذبابات الدراسات : 432/1.

اعتقادی تفردات: حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ ان کے احوال میں لکھتے ہیں کہ جب ابن اُبی العز نے عصمۃ کا مسئلہ چھیڑا تو دیار مصر کے علماء خاص کر علماء نے ان پر رد کیا۔ (۸)

حافظ ابن حجر نے ایک صفحہ آگے لکھا ہے کہ حنابلہ میں علامہ زین الدین ابن رجب اور علامہ تقی الدین ابن مفلح اوران کے بھائی نے ابن اُبی العز پر تنقید کی ہے (۹)

ملاعلی قاری کی تنقید: ملا علی قاری رحمہ اللہ نے تو شرح الفقہ الأ کبر میں متعدد جگہوں پر ابن اُبی العز پر تنقید کی ہے چنانچہ ملا علی قاری ایک جگہ پر لکھتے ہیں: الحاصل أنّ الشارح (ابن أبي العز) يقول بعلو المكان مع نفي التشبيه و تبع فيه طائفة من أهل البدعة (۱۰) ''یعنی خلاصہ یہ ہے کہ ابن اُبی العز شارح العقیدۃ الطحاویہ، اللہ تعالیٰ کے نفی تشبیہ کیساتھ علو مکان کا قائل ہے (جو مجسمہ و مشبہ کا عقیدہ ہے) اور ابن اُبی العز نے اس قول میں اہل بدعت کے ایک گروہ کی اتباع کی ہے''۔

ایک دوسری جگہ ملا علی قاری ابن اُبی العز کی صنیع پر تعجب کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ومن الغريب أنه استدل على مذهبه الباطل برفع الأيدي في الدعاء إلى السماء. (۱۱) ''یعنی ترجمہ: اور نہایت عجیب بات ہے کہ ابن اُبی العز نے اپنے باطل عقیدے کے اثبات میں یہ دلیل پیش کی ہے کہ ہم آسمان کی طرف بوقت دعا ہاتھ اٹھاتے ہیں۔

ملا علی قاری کی یہ عبارت نہایت واضح ہے انہوں نے صاف صاف فرمایا ہے کہ ابن اُبی العز کا یہ عقیدہ بالکل باطل ہے کہ اللہ تعالیٰ اوپر آسمان میں ہیں (نعوذ باللہ) اہل السنہ والجماعہ کا مسلمہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے فوقیتِ معنوی اور علوِ معنوی ثابت ہے اور اسی پر اجماع ہے، تمام علماء اور متکلمین اسلام کی کتابیں اس سے بھری پڑی ہیں جبکہ شارح عقیدہ طحاویہ اللہ تعالیٰ کیلئے فوقیت حسی کے اثبات پر تلے ہوئے ہیں، یہ بات بھی یاد رہے کہ اس عقیدے کا اثبات معمولی قضیہ نہیں بلکہ علو مکانی کا عقیدہ فرقہ حشویہ کا عقیدہ ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں علو حسی کا رد اور علو معنوی کا اثبات کرتے ہوئے لکھا ہے لأن وصفه بالعلو من جهة المعنى والمستحيل كون ذلك من جهة الحس (۱۲) ''یعنی کہ اللہ تعالیٰ علو معنوی کیساتھ

۸۔ إنباء الغمر فی أنباء العمر للحافظ ابن حجر : 96/2، طبع دار الكتب العلمية، 1406

۹۔ إنباء الغمر في أنباء العمر للحافظ ابن حجر : 97/2.

۱۰۔ دیکھیں منح الروض الأزهر شرح الفقه الأكبر لملاعلي القاري : صفحہ:334 بتحقيق الشيخ وهبى سليمان غاوجى' ناشر دار البشائر الإسلامية ، بيروت .

۱۱۔ دیکھیں منح الروض الأزهر شرح الفقه الأكبر لملاعلي القاري : صفحہ:335 بتحقيق الشيخ وهبى سليمان غاوجى' ناشر دار البشائر الإسلامية ، بيروت .

۱۲۔ فتح البارى : 136/6.

موصوف ہیں اور علو حسی اللہ کے لیے محال ہیں۔"

ملاعلی قاری نے اس پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ کئی متعدد جگہوں پر ابن اُبی العز کے غلط اعتقاد کو واضح کیا ہے چنانچہ صفحہ ۲۵۰ پر لکھتے ہیں:

ولقد أخطأ شارح عقيدة الطحاوي في هذه المسألة حيث قال : فهل يعقل رؤية بلا مقابلة وفيه دليل على علوه على خلقه انتهى ، كأنه قائل بالجهة العلوية لربه ، و مذهب أهل السنة والجماعه أنه سبحانه لايُرىٰ في جهة (۱۳)۔"یعنی شارح الطحاوی (ابن اُبی العز) نے یہاں غلطی کی ہے جو یہ کہا ہے کہ کیا رؤیت باری تعالیٰ بغیر مقابلہ کے تصور کی جا سکتی ہے؟ اور اس میں اللہ تعالیٰ کی اپنی مخلوق پر علوِ مکانی کی دلیل ہے (علی قاری فرماتے ہیں) گویا شارح اللہ تعالیٰ کیلئے جہت علویہ حسیہ کا قائل ہے (جو حشویہ اور مبتدعہ کا مذہب ہے) حالانکہ اہل السنہ والجماعہ کا مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رؤیت بلا جہت ہوگی" کیونکہ جہت جسم و مکان کے لوازم میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ جسم اور اس کے لوازم سے پاک ہے۔

شرح العقیدۃ الطحاویہ کی چند عبارتوں کا ناقدانہ تجزیہ

شرح عقیدہ طحاویہ کے اندر بعض دوسرے مقامات پر بھی جمہور اہل السنّت سے ہٹ کر تفردات اختیار کئے گئے ہیں:

یہ تمام مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ قدیم ذات ہے اور حدوث سے پاک ہے' جو ذات قدیم ہو اس کی طرف قدیم ہی کی نسبت ہوگی اور صفات قدیمہ ہی سے وہ متصف ہوگی یہی وجہ ہے کہ تمام مسلمان اللہ تعالیٰ کی صفات قدیم ہی مانتے ہیں اور حوادث کی نسبت سے اللہ تعالیٰ کو پاک اور منزہ سمجھتے ہیں' بلکہ "صفتِ کلام اللہ" کے قدیم ہونے پر امام احمد رحمہ اللہ کے زمانے میں معتزلہ سے باقاعدہ مناظروں کے بازار گرم رہے ہیں۔

لیکن صد افسوس کے ساتھ لکھنا پڑ رہا ہے کہ ابن اُبی العز نے شرح الطحاویہ میں جا بجا حوادث کی نسبت اللہ کی طرف کی ہے' شرح العقیدۃ الطحاویۃ کے صفحہ 177 پر ابن اُبی العز لکھتے ہیں: فاذا قالوا لنا : فهذا يلزم أن تكون الحوادث قامت به قلنا : هذا القول مجمل ، و من أنكر قيام الحوادث بهذا المعنى به تعالىٰ من الأئمة ؟ ونصوص القرآن و السنة تتضمن ذلك ونصوص الأئمة أيضاً مع صريح العقل (۱۴)۔"یعنی جب وہ ہمیں کہتے ہیں کہ اس سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ قیام حوادث لازم آ رہا ہے تو ہم جواب دینگے کہ یہ قول مجمل ہے

۱۳۔ منح الروض الأزهر : 250

۱۴۔ شرح العقيدة الطحاوية لا بن ابى العز : 177 قدیمی کتب خانہ کراچی

اور ائمہ سے کسی نے اس معنی میں قیام حوادث کا انکار کیا ہے؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ قیام حوادث کے اثبات کو قرآن وسنت اور نصوص ائمہ مع صریح عقل متضمن اور شامل ہے۔

ابن أبي العزرحمہ اللہ ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں: ولما کان تسلسل الحوادث في المستقبل لايمنع أن يكون الرب سبحانه هو الآخر الذی بعده شي، فكذا تسلسل الحوادث في الماضي لايمنع أن يكون سبحانه تعالیٰ هو الأول الذی ليس قبله شيٌ (۱۵).

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ مستقبل میں تسلسل حوادث کا قیام اس سے منع نہیں کررہا کہ اللہ تعالیٰ آخر ہے جسکے بعد کوئی شئی نہیں ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ ماضی میں تسلسل حوادث کا قیام، اللہ تعالیٰ کے اول، جس سے پہلے کوئی شئی نہیں ہے، ہونے کیلئے مانع نہیں۔

قارئین هی بتائیں: کہ کیا اللہ تعالیٰ کے قدیم ذات کیساتھ حوادث کا قیام ہوسکتا ہے۔ پھر اہل السنہ و الجماعۃ اور کرامیہ ومجسمہ اور أہل بدعت کے درمیان کونسا عقیدہ فارق ہوگا؟ اور ابن أبي العز کی یہی باتیں قدم عالم بالنوع کے باطل عقیدے کی اساس ہے جس پر تمام علماء اسلام نے رد کیا اور فلاسفہ ہی سے اسلامی فرقوں میں یہ عقیدہ سرایت کرگیا۔ عجیب امر یہ ہے کہ ابن أبي العز مسلسل اس کوشش میں ہے کہ قدم عالم بالنوع کو ثابت کردیا جائے اس مقصد کیلئے انہوں نے صفحہ 132 سے 136 تک پوری ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے حالانکہ قدم عالم بالنوع ہو یا بالأفراد دونوں قسمیں بالاجماع حادث ہیں' ابن حزم رحمہ اللہ نے حدوث عالم کے اجماع پر مراتب الإجماع میں تصریح کی ہے۔ (۱۶)

ابن أبي العز کے باطل عقائد میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام حروف واصوات سے مرکب ہے۔ اور یہ بات ہر ذی شعور کو معلوم ہے کہ حروف واصوات حادث کی صفات ہیں چنانچہ جو کلام حروف واصوات سے مرکب ہوجائے وہ حادث ہی کی صفت ہے۔

ملاعلی قاری لکھتے ہیں: الدليل على ثبوت كلام الله إجماع الأمة' وتواتر النقل عن الأنبياء عليهم السلام' بأن أوحى اليهم بيان الأحكام إلا أنّ كلامه ليس من جنس الحروف والأصوات (۱۷).

۱۵۔ شرح العقيدة الطحاوية لابن أبي العز 129.

۱۶۔ دیکھئے: مراتب الإجماع لا بن حزم: 167، دارالكتب العلمية

۱۷۔ منح الروض الأزهر صفحہ: 71، اسی طرح تصریح امام رازی نے اپنی متعدد تصانیف میں کی ہے، دیکھئے معالم أصول الدين على هامش المحصل للرازي: 56، طبع حسینیہ مصریہ اور المسائل الخمسون للرازی 54 طبع المكتب الثقافي قاہرہ، اور الأربعين في أصول الدين 173 ...... 184، طبع حیدرآباد دکن

ملاعلی قاری فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کلام جنس حروف واصوات سے (مرکب) نہیں کیونکہ یہ حادث کی صفات ہیں۔ (۱۸).

ابن أبي العز کیا فرمارہے ہیں ملاحظہ کیجئے: وتاسعها : أنه تعالىٰ لم يزل متكلما اذا شاء و متى شاء و كيف شاء ، وهو يتكلم بصوت يسمع ......اورآگے لکھتے ہیں وهذا المأثور عن أئمة الحديث و السنة (۱۹).

ابن أبي العز صاف کہہ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کلام صوت سے متصف ہے جو سنا جارہا ہے یہ بات معلوم ہے کہ جو کلام صوت سے مرکب ہوتا ہے وہ حروف ہی سے مرکب ہوتا ہے اسی وجہ سے علامہ زبیدی نے اتحاف السادة المتقين بشرح إحياء علوم الدين . میں ابن أبي العز پر کھڑی تنقید فرمائی (۲۰)۔

ابن أبي العز رحمہ اللہ کی ایک عادت یہ ہے کہ انہوں نے اپنی شرح میں جا بجا ماتن رحمہ اللہ سے اختلاف کیا ہے اور امام طحاوی پر رد کیا ہے۔ مثال کے طور پر امام طحاوی عقیدہ طحاویہ کی ابتداء میں فرماتے ہیں۔ واحد لاشريك له ولاشئي مثله ، ولاشيٌ يعجزه ولا إله غيره' قديم بلا ابتداء .

ابن أبي العز نے امام طحاوی کے لفظ ''قدیم'' پر رد کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ لفظ قرآن وسنت سے ثابت نہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کیلئے لفظ قدیم کے اطلاق پر علماء کا اجماع ہوا ہے اور اجماع ادلہ شرعیہ میں سے ہے جیسا کہ ملا علی قاری نے شرح الفقہ الاکبر میں اور ابن فورک نے مقالات الأشعری میں تصریح کی ہے۔ (۲۱)

ایک دوسری جگہ امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وتعالىٰ الله عن الحدود و الغايات والأركان و الأعضاء ولاتحويه الجهات الست كسائر المبتدعات (۲۲).

دیکھئے امام طحاوی فرمارہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لیے نہ حدیں ثابت ہیں اور نہ چھ جہات میں سے کوئی جہت اور یہی اہل سنت السنۃ والجماعۃ کا مذہب ہے لیکن ابن أبي العز امام طحاوی کا اس میں مخالف ہے اور اللہ تعالیٰ کیلئے جہت فوق کے اثبات میں کئی کئی صفحات لکھے ہیں۔ (۲۳)

۱۸۔ بعینہ اسی طرح کی عبارت امام اکمل الدین بابرتی نے شرح العقيده الطحاويه 63 پر لکھی ہے، طبع وزارة الاوقاف كويت

۱۹۔ شرح العقيدة الطحاوية لابن أبى العز 169

۲۰۔ دیکھئے: إتحاف السادة المتقين بشرح احياء علوم الدين 232/2، طبع دار الکتب العلمیہ 409، نیز دیکھئے مقدمة التنبيه على مشكلات الهداية : 101 جو عبدالحکیم بن محمد شاکر کے قلم سے ہے۔

۲۱۔ منح الروض الأزهر لعلى القارى : 72، مع تعليق وهبى غاوجى وانظر : مقالات الأشعري لابن فورك : 43 طبع دار الثقافة الدينية ، قاهره .

۲۲۔ العقيدة الطحاوية : 218، ضمن شرح العقيدة لابن أبن العز .

۲۳۔ شرح العقيدة الطحاوية 222, 221 وغیرہ.

اسی طرح ابن أبي العز، اللہ تعالیٰ کیلئے حد کا اثبات کر رہے ہیں جبکہ امام طحاوی نے صریح الفاظ میں کہا ہے: تعالیٰ عن الحدود اسکے علاوہ بھی شارح نے مصنف امام طحاوی رحمہ اللہ کیساتھ کئی جگہوں پر اختلاف کیا ہے۔

ابن أبي العز رحمہ اللہ بسا اوقات اپنی شرح میں موضوعات اور من گھڑت اشیاء سے استدلال کرتے ہیں انہوں نے شرح کی صفحہ 141 اور 172 پر امام عبدالعزیز کنانی اور بشر مریسی معتزلی کے مناظرہ کا ذکر کیا ہے۔ یہ مناظرہ ابن أبي العز نے کتاب الحَیدۃ سے نقل کیا ہے۔ جو جھوٹے اور منگھڑت مضامین پر مشتمل کتاب ہے۔ امام عبدالعزیز کنانی کی طرف اس کتاب کی نسبت ہی غلط ہے۔ چنانچہ امام ذہبی رحمہ اللہ نے میزان الاعتدال میں دو جگہوں پر اس کی تصریح کی ہے اور فرمایا ہے کہ کتاب الحیدۃ کی سند میں محمد بن حسن بن أزہر الدعا واضع الحدیث اور جھوٹا راوی ہے۔

مشہور محدث شیخ محمد عوامہ حفظہ اللہ' تقریب التہذیب کے حاشیے پر لکھتے ہیں :عبدالعزيز الكناني صاحب "كتاب الحيدة " قال الذهبي في ترجمة عبدالعزيز هذا من "الميزان" : 639/2 لم يصح إسناد كتاب الحيدة إليه ، فكأنه وضع عليه ، ثم قال : 517/3 فی ترجمة محمد بن حسن بن ازهر الدعا : اتهمه الخطيب بأنه يضع الحديث قلت -القائل هو الذهبي -هو الذی انفرد برواية كتاب الحيدة ...... يغلب علی ظنی أنه هو الذی وضع كتاب الحيدة ، فإنی لأستبعد وقوعها جداً (۲۵).

یہاں اس بات کا بھی خیال رہے کہ اس شرح اور شارح کو عرب وعجم کے غیر مقلدین حضرات نے ہی شہرت بخشی ، پہلی مرتبہ مخطوطے سے ایک غیر مقلد عالم شیخ احمد شاکر رحمہ اللہ نے شائع کیا۔

اس امر کی بین دلیل یہ ہے کہ جب علامہ کوثری رحمہ اللہ کے دور میں یہ پہلی مرتبہ چھپی تو انہوں نے شروح عقیدۃ طحاویہ کے ضمن میں ابن أبي العز کی شرح کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:" وطبع شرح لمجهول ينسب الى المذهب الحنفي زوراً ينادي صنع يده' بأنه جاهل بهذا الفن و أنه حشوي ، مختل العيار . (۲۶)."یعنی اور ایک مجہول آدمی کی شرح چھپی ہے جسکی نسبت مذہب حنفی کی طرف جھوٹی ہے اور اس کے ہاتھ کی کاوش بذات خود یہ اعلان کر رہی ہے کہ مؤلف اس فن سے جاہل نابلد اور حشوی ہے جس کی کسوٹی بگڑی ہوئی ہے۔

۲۵۔ ملاحظہ ہو تقريب التهذيب للحافظ ابن حجر بتحقيق الشيخ محمد عوامه : صفحه: 359 طبع دار الرشيد سوريا حلب ، نیز دیکھئے: تحرير تقريب التهذيب : 374/2 للشيخ شعيب الأرنؤوط والدكتور بشار عواد معروف ، طبع مؤسسة الرسالة ، نیز امام تاج الدین سبکی نے بھی طبقات الشافعیۃ 145/2 پر کتاب الحیدۃ کی تغلیط کی ہے۔

۲۶۔ دیکھئے: الحاوي في سيرة الإمام أبي جعفر الطحاوي کا حاشیہ: 226 ضمن الرسائل الأخرى : دار الكتب العلمية 2004،

یہ تھا ابن أبي العز رحمہ اللہ پر امام کوثری کا تبصرہ، واضح رہے کوثری کا مجہول سے تعبیر کا یہ مطلب قطعا نہیں کہ اسماء الرجال کی کتابوں میں ان کا تذکرہ نہیں' بلکہ مطلب یہ ہے کہ عقائد میں وہ مسلم ومعروف اکابر میں سے نہیں۔

اور اس کے بعد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے اسکی احادیث کی تخریج کی، غیر مقلد زہیر شاویش اور دوسرے لوگوں نے مل کر اسکی تحقیق کی اور اپنے کتب خانے المكتب الإسلامي بیروت سے اسے چھاپا۔

البانی نے 62 صفحات پر مشتمل ایک مقدمہ بھی لکھا جس میں کیا گل کھلائے ہیں اس کا اندازہ آپ آسانی سے کر سکتے ہیں' چنانچہ پورا مقدمہ ائمہ حنفیہ پر رد ہے' عالم عرب کے مسلم محدث شیخ عبد الفتاح ابو غدہ اور ان کے استاذ نائب شیخ الاسلام خلافت عثمانیہ، علامہ زاہد بن حسن الکوثری پر گالیوں اور لعن طعن کی بوچھاڑ سے وہ مقدمہ بھرا پڑا ہے' یہاں تک کہ امام محمد بن حسن الشیبانی کو ضعیف اور سیئ الحفظ قرار دیا ہے۔ (۲۷)

الغرض! یہیں سے ابن أبي العز اور ان کی شرح کو چار چاند لگ گئے' بلکہ تعجب خیز امر یہ ہے کہ غیر مقلدین حنفیوں کی اس کتاب کو لاکھوں کی تعداد میں چھاپ کر مفت تقسیم کرتے ہیں۔

حضرات غیر مقلدین اور البانی کو ہمارے عقائد کی کتابوں میں صرف یہی کتاب نظر آئی جس کی خدمت کر کے اس کی تشہیر کرائی گئی۔ حالانکہ عقیدۃ طحاویۃ کی ہمارے متعدد علماء حنفیہ نے محقق شروح لکھی ہیں لیکن ان میں سے کسی کی بھی خدمت نہیں کی گئی۔

وجہ ظاہر ہے کہ ابن أبي العز نے اپنی شرح میں غیر مقلدین ہی کے عقائد کو بیان کیا ہے اور متعدد مواضع میں جمہور أہل السنۃ کی مخالفت کی۔

قارئین کرام! آپ ان معروضات کی بنظر غائر اور بنظر انصاف پڑھیں اور پھر اپنے دل سے پوچھیں کہ کیا یہ فیصلہ درست ہے کہ یہ شرح پڑھی پڑھائی جائے' بلکہ عقیدہ طحاویۃ کی تمام شروح اور عقائد حنفیہ کی تمام کتب پر اسکو فوقیت دی جائے؟

اگر ایسا نہیں تو اس شرح کی طباعت کو فوراً روک دیا جائے اور علمی حلقے اس کے متعلق سنجیدگی سے سوچیں۔

یہ چند گزارشات جو اوپر تحریر کی گئیں شرح العقيدة الطحاوية کی جمہور امت سے ہٹ کر جستہ جستہ عبارات کے متعلق تھیں' اگر کوئی علم کلام کا شہسوار اس شرح کو باریک بینی سے پڑھے تو جمہور امت سے ہٹ کر ان کی کئی دوسری عبارتوں کی نشاندہی بھی کی جاسکتی ہے :

۲۵۔ ملاحظہ ہو تقريب التهذيب للحافظ ابن حجر بتحقيق الشيخ محمد عوامه : صفحه: 359 طبع دار الرشيد سوريا حلب ، نیز دیکھئے: تحرير تقريب التهذيب : 374/2 للشيخ شعيب الأرنؤوط والدكتور بشار عواد معروف ، طبع مؤسسة الرسالة ، نیز امام تاج الدین سبکی نے بھی طبقات الشافعیۃ 145/2 پر کتاب الحیدۃ کی تغلیط کی ہے۔

۲۶۔ دیکھئے: الحاوي في سيرة الإمام أبي جعفر الطحاوي کا حاشیہ: 226 ضمن الرسائل الأخرى : دار الكتب العلمية 2004۔